حالات حاضرہ

مسٹر چو این لائی کی آمد۔ عوامی چین اور ادارہ اقوام متحدہ۔ گوائی مالا کے سبق آموز واقعات

از

(جناب اسرار احمد صاحب آزاد ایڈیٹر جد و جہد)

گذشتہ ماہ کے اواخر میں عوامی چین کے وزیر اعظم اور وزیر امور خارجہ، مسٹر چو این لائی، ہند یونین کے وزیر اعظم پنڈت نہرو کی دعوت پر ہندوستان تشریف لائے تھے۔ آج دنیا کا مقدم اور اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ دوسری عالم گیر جنگ کے بعد سے، ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے حکمراں حلقوں کی ملوکیت پسندانہ حکمت عملی کے تحت آزاد دنیا اور اس حکمت عملی کے تحفظ کے نام پر نت نئے جارحانہ اقدامات کی بدولت حقیقی جمہوریت پسند اور دنیا بھر میں قومی آزادی کے قیام اور استحکام کی حامی اور خواہش مند اقوام کو جو مشکلات پیش آرہی ہیں ان پر کس طرح قابو حاصل کیا جائے اور تیسری عالم گیر جنگ کے جو خطرات رونما ہو رہے ہیں انھیں کس طرح معدوم کیا جائے اور چونکہ آج براعظم ایشیا کی سرزمین ہی سرد اور آتشیں جنگ کا مرکز بنی ہوئی ہے اس لئے اس براعظم کے عوام اور رہنماؤں پر ہی اس مسئلہ کو حل کرنے کی اہم ذمہ داری بھی عاید ہوتی ہے۔

چین ہندوستان کا ایک ہم سایہ یا بحر ایشیا کا ایک عظیم اور قدیم ملک ہی نہیں بلکہ ایک عظیم بین اقوامی طاقت بھی ہے اور عوامی حکومت کے قیام نے جہاں اس کی عظمت اور اہمیت میں اضافہ کیا ہے وہاں اس کی قومی اور بین اقوامی ذمہ داریوں کو بھی دو چند کر دیا ہے۔

اس لئے یہ بات تو قطعاً واضح ہے کہ دہلی میں ہند اور چین کے وزرار اعظم کے مابین جو مذاکرات ہوئے وہ ایشیا کے مسائل کے علاوہ بقار امن عالم کے مسئلہ پر بھی محیط تھے اور امریکہ کے حکمراں حلقوں نیز ان حلقوں کی امداد پر زندہ رہنے والے چند ملکوں کے علاوہ دنیا کے ہر حصہ نیں ان مذاکرات پر اطمینان اور مسرت کا اظہار کیا گیا لیکن ہندوستان میں مسٹر چو این لائی کی آمد کا دوسرا رخ بھی ہے اور اگر اس دوسرے رُخ کو پیش نظر رکھا جائے تو پنڈت نہرو اور مسٹر چو این لائی کی یہ ملاقات بین اقوامی زاویہ نظر سے ایک اہم ترین واقعہ بن جاتی ہے۔

اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دوسری عالمگیر جنگ کے بعد سے دنیا کے ہر گوشہ میں برطانیہ کے اقتدار اور وقار کو جو شدید صدمات پہنچے ہیں وہ امریکہ کی اسی حکمت عملی کا منطقی نتیجہ ہیں جس کا ذکر سطور بالا میں کیا جا چکا ہے اور اگرچہ برطانیہ اپنی بعض مجبوریوں کے باعث اور خصوصاً اس لئے کہ وہ خود بھی اپنی خارجہ حکمت عملی کے اعتبار سے ایک ملوکیت پسند اور نوآبادیات خواہ ملک ہے بیشتر مسائل اور معاملات میں امریکہ کا موید اور معاون رہا ہے لیکن ان دونوں ممالک کے مابین بعض اہم مسائل پر شدید ترین اختلافات بھی موجود ہیں اور یہ اختلافات روز بروز بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔

پھر اس بات سے بھی انکار کرنے کی گنجائش نہیں کہ ہندوستان دولتِ مشترکہ کا ایک رکن ہے اور دولتِ مشترکہ کا کوئی رکن دوسرے اراکین کے مشورہ کے بغیر کم از کم بین اقوامی معاملات میں کوئی اہم فیصلہ یا اقدام نہیں کرتا۔ دوسرے الفاظ میں اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ پنڈت نہرو اور مسٹر چو این لائی کی اس ملاقات کو دولتِ مشترکہ کے اراکین اور خصوصاً برطانیہ کی حمایت حاصل تھی۔ پھر کیا یہ بات ممکن نہیں کہ اس ملاقات اور مذاکرات کے دوران میں کچھ ایسے مسائل بھی زیر بحث آئے ہوں جن کا اثر مستقبل میں برطانیہ اور امریکہ کے تعلقات پر بھی پڑے؟

کم از کم امریکہ کے حکمراں حلقے اس خدشہ کو محسوس کرتے ہیں اور پنڈت نہرو اور مسٹر

چواین لائی کے مذاکرات کے بعد انھیں یہ اندیشہ لاحق ہو گیا ہے کہ شاید آئندہ جب بھی ادارہ اقوام متحدہ میں عوامی چین کی شرکت کا مسئلہ زیر غور آئے گا برطانیہ شمولیت کی حمایت کرے گا اور اسی لئے مسٹر ڈولیس نے اس بات کا اعلان بھی کر دیا ہے کہ ادارہ اقوام متحدہ میں، عوامی چین کو شمولیت سے روکنے کے لئے امریکہ ویٹو کے حق کو استعمال کرنے سے بھی گریز نہ کرے گا۔

مختصر یہ کہ ہم ہند اور عوامی چین کے وزرا اعظم کی گذشتہ ملاقات کو ایشیا یا دنیا کے عام مسائل پر گفت وشنید ہی تک محدود نہیں کر سکتے بلکہ اس کے بین اقوامی اعتبار سے بھی اس کے دوررس نتائج برآمد ہوں گے اور برطانیہ اور امریکہ کے تعلقات کی نوعیت پر لازماً اس کا اثر پڑے گا۔

اس سلسلہ میں 'ادارہ اقوام متحدہ' میں 'عوامی چین کی شرکت' کے مسئلہ پر بھی ایک نظر ڈال لینی چاہئے یہ مسئلہ اس وقت سے زیر بحث ہے جب ارض چین پر چیانگ کائی شک کی قومی حکومت کی شکست کے بعد وہاں عوامی حکومت قایم ہوئی تھی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار پھر مستقبل قریب ہی میں، یہ مسئلہ ادارہ اقوام متحدہ میں پیش ہونے والا ہے۔

یہاں اس بات کو سمجھ لینا چاہیے کہ عوامی چین براعظم ایشیا ہی کی نہیں بلکہ دنیا کی ایک عظیم طاقت ہے اور اگر ادارہ اقوام متحدہ کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کی تمام عظیم طاقتوں کو متحد رکھ کر جنگ کے امکانات کو مسدود کیا اور اقوام عالم کو ان کی پر امن تعمیر اور ترقی کا موقع دیا جائے تو اس ادارہ سے کسی ایک عظیم طاقت کو باہر رکھتے ہوئے یہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا اور خصوصاً مشرق بعید کے مسائل کو ادارہ اقوام متحدہ میں عوامی چین کی شرکت کے بغیر حل نہیں کیا جا سکتا۔

ہندوستان میں، ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے شعبۂ اطلاعات نے "ہند چین اور چین کی کمیونسٹ حکومت کے متعلق ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی پالیسی" کے عنوان سے ایک کتابچہ شائع کیا ہے جس میں ان ممالک سے متعلق امریکہ کی حکمت عملی کو واضح کرتے ہوئے، ادارہ اقوام متحدہ میں عوامی چین کی شرکت کے مسئلہ پر

بھی روشنی ڈالی ہے اور اس مسئلہ میں امریکہ نے جو حکمت عملی اختیار کر رکھی ہے اس کی توضیح بھی کی گئی ہے یہاں اس کتابچہ پر تبصرہ مقصود نہیں لیکن اس کی حیثیت اور حقیقت کا اندازہ صرف اس ایک بات سے بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ مسٹر ڈولیس کے الفاظ میں ــــــ چین کی نیشنلسٹ حکومت فارموسا میں قائم ہے اور لاکھوں آزاد چینی اس کے حیطۂ اختیار میں ہیں ــــــ اس لئے امریکہ چین کی عوامی حکومت کو ادارہ اقوام متحدہ میں حق نیابت دینے کا مخالف ہے لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ ارض چین میں جو عوامی حکومت قائم ہے اس کے تحت کروڑوں چینی نہ صرف تعمیر اور ترقی کی منازل ہی طے کر رہے ہیں بلکہ وہ حکومت خود ان کی ہی حکومت بھی ہے

مختصر یہ کہ امریکہ کا موجودہ حکمراں طبقہ عوامی چین کے استحکام سے بے حد خائف ہے اور اسی لئے وہ ادارہ اقوام متحدہ میں اس کی شمولیت کا شدید ترین مخالف بھی ہے لیکن حالات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس بار جب یہ مسئلہ ادارہ اقوام متحدہ کے روبرو پیش ہوگا تو امریکہ کو اقوام عالم کی وہ حمایت حاصل نہ ہو سکے گی جو اب تک حاصل ہوتی رہی ہے ۔

گواٹی مالا وسطی امریکہ کی ایک چھوٹی سی آزاد اور خود مختار ریاست ہے اور اس ریاست کی بیشتر اراضی پر غیر ملکی تجارتی کمپنیوں اور ملکی زمینداروں کا تسلط قائم ہے گذشتہ دو سال سے اس ریاست میں آربینز کی صدارت میں جو جمہوری حکومت قائم تھی اس نے عوام کی صلاح اور بہبود کو اپنا مطمح نظر بنا رکھا تھا لیکن یہ بات امریکی سرمایہ داروں اور برطانوی نوآبادیات خواہوں کے کے لئے ناقابل برداشت ثابت ہوئی اور انھوں نے جمہوریت اور عوامی فلاح و بہبود کے دشمنوں کے ساتھ سازش کر کے ماہ گذشتہ کے اواخر میں اس ملک پر حملہ کرا دیا ملک کی حکومت نہایت جرأت اور دلیری کے ساتھ اس جارحانہ اقدام کی مدافعت کرتی رہی اور اس کے ساتھ ہی اس نے مجلس تحفظ کو بھی اس جارحانہ حملہ کی طرف توجہ دلائی لیکن مجلس تحفظ نے گواٹی مالا کی حکومت کی درخواست پر کوئی فوری توجہ مبذول کرنے کی بجائے اس معاملہ کو پان امریکن کمیٹی کے سپرد کر دیا اور اس تاخیر کی بدولت گواٹی مالا کی جمہوری حکومت کو مستعفی ہو جانا پڑا

گواٹی مالا کی جمہوری حکومت کا سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ اس نے ۱۹۵۳ء کے آغاز میں امریکی سرمایہ داروں کی ایک پھلوں کی کاشت کرنے والی کمپنی یعنی یونائیٹڈ فروٹ کمپنی سے جو اس ملک کی تین لاکھ ایکڑ اراضی پر قابض تھی دو لاکھ چونتیس ہزار ایکڑ اراضی اس لئے واپس لے کر اراضی سے محروم کاشتکاروں میں تقسیم کر دی تھی کہ یہ کمپنی اس سے کاشت نہیں کرتی تھی اس کے علاوہ اس نے انٹرنیشنل ریلوے اور مزدوروں کے درمیان رونما ہونے والے تنازعات میں مزدوروں کی حمایت بھی کی تھی اور چونکہ اس ریلوے کا بیشتر تعلق بھی یونائیٹڈ فروٹ کمپنی ہی کے ساتھ ہے اس لئے وہ اس معاملہ میں بھی گواٹی مالا کی حکومت کی شدید مخالف تھی اور اگرچہ ان دونوں تنازعات میں عدالت نے ملک کی حکومت کے حق میں فیصلہ کیا تھا۔ لیکن امریکہ کا سرمایہ دار طبقہ عدالتی فیصلہ پر بھی مطمئن نہیں ہو سکا تھا چنانچہ اس طبقہ نے گواٹی مالا کے ایک باغی اور جلاوطن فوجی افسر کے ساتھ سازش کر کے ملحقہ برطانوی ریاست "ہنڈوراس" اور "نکارگوا" وغیرہ کے علاقوں سے گواٹی مالا پر یورش کرا دی اور اس جنگ میں انھیں اسلحہ اور دوسرا سامان بھی مہیا کیا ــــــــ

گواٹی مالا میں جو کچھ ہوا ہم اسے افسوسناک ہی کہہ کر نظر انداز نہیں کر سکتے بلکہ گواٹی مالا کے واقعات دنیا بھر کے جمہوریت پسندوں کے لئے ایک درسِ عبرت کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان سے ایک مرتبہ پھر یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ امریکہ کا برسر اقتدار طبقہ سرمایہ دارانہ مفادات کے تحفظ کے لئے کتنے مذموم طریقے استعمال کر سکتا ہے اور وہ کس طرح عوام کی آزادی کو کچل سکتا ہے گواٹی مالا کی جمہوری حکومت کے خلاف کمیونسٹ ہونے کا الزام لگایا گیا تھا حالانکہ واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ صدر آر۔ بنیز کی حکومت کمیونسٹ نہیں تھی لیکن وہ غیر ملکی سرمایہ داروں کے مفاد کو ملکی باشندوں کے مفاد پر مقدم بھی نہیں سمجھتی تھی بہر حال گواٹی مالا کی یہ جنگ اس دور کا ایک اہم حادثہ ہے اور اس حادثہ میں ادارہ اقوام متحدہ کے وقار پر ایک سخت ضرب لگائی ہے۔